بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلسلۂ اشاعت ۱۲۳ ذیقعد ۱۴۱۵ھ

طاغوت کے متعلق غلط فہمیاں اور ان کا ازالہ

طاغوت مندرجہ ذیل مصادر سے نکلا ہے :۔
طُغُوٌّ ، طُغُوٌّ اور طُغوَانٌ

ان مصادر کے معنی ہیں : حد سے بڑھ جانا (مصباح اللغات) جاوز القدر والحدّ (قدر اور حد سے بڑھ گیا) [محیط المحیط]

طاغوت کے معنی ہیں : حد سے تجاوز کرنے والا (مصباح اللغات) ہر وہ شخص جو حد شکن ہو (مفردات القرآن امام راغب اصفہانی)

(۲) اصطلاح شرع میں طاغوت اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کو ایمان کی روشنی سے نکال کر گمراہی کی تاریکیوں میں لے جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ یُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ (البقرۃ ۔ ۲۵۷)	اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے اور وہ لوگ جو کافر ہیں ان کے دوست طاغوت ہیں جو انہیں نور سے نکال کر تاریکیوں کی طرف لے آتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے دین سے منحرف کریں اور لوگوں کو نورِ ہدایت سے نکال کر ضلالت کی تاریکیوں میں لے آئیں وہ طاغوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ایسے لوگوں سے بچا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے :-

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّـةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل - ۳۶)	اور (اے رسول) ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جس نے اپنی امت سے کہا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔

الغرض طاغوت سے بچنا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر کافر طاغوت ہوتا ہے یا ہر کافر کی حکومت طاغوت کی حکومت ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہے ہاں جو کافر اللہ تعالےٰ کے دین سے برگشتہ کرے وہ طاغوت ہوگا۔ اسی طرح وہ حکومت طاغوت کی حکومت ہوگی جو لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے دین کے خلاف چلائے۔

(۳) یوسف علیہ الصلوٰۃ والسّلام ایک کافر بادشاہ کی ملازمت کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت کی رُو سے انہیں تو یہ حکم تھا کہ اپنی امت کو طاغوت سے بچنے کی تاکید کریں لیکن وہ تو بقول شخصے طاغوت سے چمٹ گئے، اس کے ماتحت بن گئے۔ انہوں نے جو کچھ امت سے کہا تھا اس پر خود عمل نہیں کیا۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے ایک کافر بادشاہ کی ملازمت تو کی لیکن طاغوت کی ملازمت نہیں کی۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانہ میں کافر بادشاہ کا قانون نافذ تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِيْنِ الْمَلِكِ (یوسف - ۷۶)	وہ اپنے بھائیؑ کو (چوری کے الزام میں) بادشاہ کے قانون کے مطابق روک نہیں سکتے تھے۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کافر بادشاہ کے قانون کے ماتحت ملازمت کر رہے تھے ۔ اللہ تعالےٰ کا قانون نافذ نہیں تھا البتہ یہ ضرور ہو گا کہ اللہ تعالےٰ نے بادشاہ کے قانون کے خلاف کوئی قانون نافذ نہیں کیا ہو گا۔ اگر ایسا ہوتا تو یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہی قانون کی پیروی نہیں کرتے ورنہ طاغوت کی پیروی لازم آتی ۔

(۴) اگر یہ کہا جائے کہ کافر حکومت کی ملازمت کرنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں جائز تھا ، ہماری شریعت میں کفر ہے تو اس کے لئے دلیل چاہیئے ۔

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ (یوسف ۔ ۳۸) میں اپنے آباء ابراہیم ، اسحٰق اور یعقوب کی ملت کی پیروی کرتا ہوں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت کے متبع تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ملا ہے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت کی پیروی کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ (النحل ۔ ۱۲۳) پھر (اے رسول) ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ آپ ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کریں اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں ملتِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبع تھے لہذا دونوں کی شریعت

ایک ہوئی۔ جو چیز یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں جائز تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں بھی جائز ہوگی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں بھی کافر حکومت کی ملازمت جائز ہوگی۔ اگر جائز نہ ہوتی تو مستثنیٰ کیا جاتا۔

⑤ صلح حدیبیہ اور طاغوت ۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح نامہ لکھوایا۔ آپ نے فرمایا لکھو" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"۔ کافروں کے نمائندے سہیل نے کہا: نہیں، آپ اسی طرح لکھوائیے جس طرح آپ پہلے لکھتے تھے یعنی "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" لکھوائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ" ہی لکھ دو۔

کیا یہ طاغوت کی اطاعت تھی؟

۲) پھر آپ نے فرمایا لکھو: "محمد رسول اللہ"۔ سہیل نے کہا: اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو (عمرہ کرنے سے) نہ روکتے۔ آپ محمد بن عبداللہ لکھوائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم، میں بے شک اللہ کا رسول ہوں، اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو۔ الغرض محمد بن عبداللہ ہی لکھا گیا۔

کیا یہ طاغوت کا فیصلہ تھا جسے آپ نے مان لیا۔ کیا آپ نے طاغوت کے کہنے سے ایسی بات مان لی جس سے دعوئ رسالت کی نفی ہوتی تھی۔

۳) حضرت ابوجندلؓ مسلم ہوکر آئے۔ معاہدہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو شخص مسلم ہوکر آپ کے پاس آئے گا آپ اُسے واپس کر دیں گے۔ سہیل نے کہا: ابوجندلؓ کو واپس کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تو (معاہدہ کی) تحریر ہی ختم نہیں ہوئی۔ سہیل نے کہا: نہیں واپس کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ایک آدمی کو (روک لینے کی) اجازت دے

دو۔ سہیل نے کہا: ہرگز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوجندلؓ کو واپس کر دیا۔

کیا اس معاملہ میں بھی آپ نے طاغوت کے فیصلہ کو مانا۔ باوجود اس کے کہ ابھی معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی تھی اور باوجود اس بات کے کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجندلؓ کو واپس کرنا چاہتے تھے اور نہ صحابہؓ کرام لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کی شرط مان لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آزاد تھے۔ کافر حکومت کے ماتحت نہیں تھے پھر بھی آپ نے کافر کے شرائط کو مان لیا۔ آپ چاہتے تو انکار کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ کافر کے شرائط مان لینا جائز ہے۔ کفر یا گناہ نہیں خصوصاً ایسی صورت میں کہ مسلم کافر حکومت کا ماتحت ہو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کافر حکومت سے امتحان کا یا گاڑی کا یا نکاح وغیرہ کا رجسٹریشن کرا لینا جائز ہے۔

(٦) **منافقین اور طاغوت** منافقین کا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں لیکن یہ محض دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ وہ اللہ کی کتاب کے فیصلہ کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے بچنا چاہتے تھے اور ایسے فیصلہ کے متلاشی رہتے تھے جو ان کے ذاتی مفاد میں ہوتا اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ	(اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوٰی کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان لائے جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور (ان کتابوں پر بھی ایمان

قَدْ اُمِرُوْا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝ (النسآء - ۶۰)

لائے) جو آپ سے پہلے نازل کی گئی تھیں (لیکن) چاہتے یہ ہیں کہ (اپنے مقدمات کو) فیصلہ کے لئے طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں لیکن شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں گمراہی میں بہت دور لے جاکر ڈال دے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ منافقین کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ چاہتے تھے۔ اللہ کی کتاب کے خلاف فیصلہ کر کے گمراہی کی تاریکیوں میں ڈال دینا یہ کام وہی کرسکتا ہے جو طاغوت ہو اور طاغوت کے خلافِ شرع فیصلہ کو برضاء و رغبت مان لینا گویا ان پر ایمان لانا ہے حالانکہ حکم یہ دیا گیا ہے کہ ان کا انکار کریں لیکن منافقین نہ ان کا انکار کرتے ہیں اور نہ ان کے خلافِ شرع فیصلہ کا انکار کرتے ہیں بلکہ برضاء و رغبت ان کے خلافِ شرع فیصلہ کو تسلیم کر لیتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو مانو تو وہ اُس فیصلہ سے منہ موڑ لیتے ہیں اگرچہ زبانی ان کا دعوٰی یہی ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں لیکن عملاً وہ ایسا نہیں کرتے۔ ایسے لوگ یقیناً بے ایمان ہیں اگرچہ وہ کتنا ہی ایمان کا دعوٰی کریں! اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ

اور (اے رسول) منافقین کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ . وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ○

(النور - ۴۷ تا ۴۹)

پر ایمان لائے اور ہم اطاعت کرتے ہیں پھر اس (اقرار) کے بعد ان میں سے ایک جماعت (احکام الٰہی سے) منہ موڑ لیتی ہے، (حقیقت یہ ہے کہ) یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے درمیان فیصلہ کردیں تو ان میں سے ایک جماعت رُوگردانی کرتی ہے اور اگر ان کا حق ہوتا ہے تو وہ رسول کی طرف مطیع بن کر چلے آتے ہیں۔

الغرض منافقین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے فیصلہ کو نہیں مانتے تھے جو ان کے ذاتی مفاد کے خلاف ہوتا تھا۔ ایسی صورت میں وہ کسی ایسے شخص کے پاس فیصلہ کے لئے چلے جاتے تھے جو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کرکے منافقین کو وہ چیز دلوا دیتا تھا جو ان کا حق نہیں ہوتی تھی مطلب یہ کہ وہ کسی طاغوت سے فیصلہ کراتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے سختی سے گریز کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ

اور جب منافقین سے کہا جاتا ہے کہ (فیصلہ کے لئے) اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور (اس کے)

عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ رسول کی طرف آؤ تو (اے رسول) آپ
(النساء - ٦١) ان منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ
کے پاس آنے سے سختی سے گریز کرتے ہیں۔

الغرض اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ کرنے والا طاغوت ہے اور جو ایسا نہیں کرتا وہ طاغوت نہیں ہے۔

(۷) خلاصہ | کافر حکومت کی ملازمت کی جاسکتی ہے اور اسی متفقہ اصول کے تحت کی جاسکتی ہے جو درج ذیل ہے :-

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (شرح السنۃ - سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ۲/۱۰۹۲) خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین - کوثر نیازی کالونی ، بلاک سی نارتھ ناظم آباد، کراچی ۳۳